پروفیسر عابد صدیق

اُمّتِ مسلمہ کیلئے حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی دینی خدمات

امام ربانی مجدد الف ثانی سیدنا ابوالبرکات بدرالدین شیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش سے قبل آپ کے والدِ گرامی نے ایک رات خواب میں مختلف مشاہدات کرتے ہوئے بلند آواز میں یہ آیت سنی کہ:

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ نے تعبیر یہ بتائی کہ تمہارے ہاں ایک لڑکا ہوگا جو الحاد و بدعت کی ظلمت کو دور کرے گا۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ۱۴ شوال ۹۷۱ھ کو شب جمعہ پیدا ہوئے۔ نام مبارک احمد رکھا گیا ۲۸ واسطوں سے آپ کا سلسلۂ نسب امیرالمومنین سیدنا فاروق اعظم عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے چنانچہ کبھی کبھی غیرت و حمیت کے موقع پر فاروقی ہونے کی فضیلت کا تذکرہ فرماتے تھے۔

سب سے پہلے قرآن حفظ کیا۔ ابتدائی کتابیں اپنے والدِ بزرگوار شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں جو نہ صرف بہت بڑے عالم تھے بلکہ سلسلۂ چشتیہ میں بہت بڑے صاحب نسبت صوفی عارف تھے۔ عوارف المعارف اور فصوص الحکم بھی والد ماجد سے پڑھیں شیخ یعقوب کشمیری سے کتب حدیث پڑھیں۔ اور حضرت مولانا قاضی بہلول بدخشانی سے امام واحدی کی تفسیر بسیط، نیز تفسیر وسیط، تفسیر بیضاوی، منہاج الوصول۔ الغایۃ القصویٰ صحیح بخاری۔ الادب المفرد، ثلاثیات، مشکوٰۃ شریف، شمائل ترمذی، وغیرہ پڑھیں۔ اور معقولات کی کتابیں مولانا کمال کشمیری سے پڑھیں۔

ابتدا میں طریقہ چشتیہ میں والد بزرگوار سے بیعت کی۔ جس کی تکمیل کے والد بزرگوار ہی سے طریقہ قادریہ میں سلوک شروع کیا۔ لیکن خلافت شاہ کمال کیتھلی کے نواسے حضرت شاہ سکندر صاحب سے حاصل کی۔

صرف سترہ سال کی عمر میں آپ ظاہری علوم اور باطنی کمالات کے جامع ہوگئے اور والد بزرگوار کے سامنے ہی تدریس و تلقین میں مشغول ہوگئے۔ والد صاحب کا انتقال ۱۰۰۷ھ میں ہوا۔ اسی زمانے میں آپ کے دل میں حج کی سعادت کا شوق پیدا ہوا تو اسی ارادے سے سرھند شریف سے نکلے

دھلی پہنچے۔ جہاں ملا حسن کشمیری صاحب سے ملاقات ہوئی۔ اُن سے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر سنا تو مشتاقانہ انکی خدمت میں حاضر ہوگئے کوئی ڈھائی ماہ آپ نے حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں گزارے اور سلسلہ نقشبندیہ کی کامل نسبت حاصل کی —— دوبارہ دھلی آئے تو آپ کو خلافت عطا ہوئی۔ تیسری مرتبہ دھلی آئے تو حضرت خواجہ صاحب نے آگے بڑھ کر استقبال کیا اور بشارتیں سنائیں اور بہت اعزاز و اکرام سے نوازا۔

معمولات کے بارے میں مختصراً یہ عرض کر دینا ضروری ہے کہ نماز تہجد کے بعد فجر تک دعا و مراقبہ کا سلسلہ جاری رہتا۔ نماز فجر جماعت کے ساتھ ادا کر کے اشراق تک متوسلین کے ساتھ جا بیٹھتے اشراق کے بعد مختلف مشاغل اور متوسلین کے ہجوم میں رہتے۔ یہاں تک کہ نماز چاشت کا وقت ہو جاتا۔ جس کے بعد کچھ غذا تناول فرماتے۔ خانقاہ میں حاضر فقرا اور مہمان بھی کھانے میں شریک ہوتے یا اُن کو کھانا تقسیم کر دیا جاتا۔ کھانے کے بعد تھوڑی دیر آرام فرماتے۔ پھر زوال کے بعد سنتیں اور پھر نمازِ ظہر سے فراغت کے بعد تلقینِ طریقہ کا سلسلہ عصر تک جاری رہتا۔ جو نمازِ عصر کے بعد بھی مغرب اور عشاء تک جاری رہتا۔ عشاء کے بعد آرام فرماتے۔ رات دن کے نوافل میں ایک قرآن شریف ختم کرنا معمول ہو گیا تھا۔ اس کثرتِ ذکر و مراقبہ اور تلقین و تذکیر کے ساتھ ساتھ درس و تدریس، تصانیف اور مکتوبات کے لئے بھی وقت نکالا جاتا۔ سفر میں بھی ان معمولات کی پابندی کی کوشش فرماتے تھے۔

ان مختصر حالات کے بعد آپ کی شانِ مجددیت کی وضاحت کیلئے ضروری ہے کہ اُن حالات کا ذکر کیا جائے جو اس وقت اسلام اور اہلِ اسلام کو درپیش تھے۔ انہی حالات کے تناظر میں آپکی دینی خدمات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے۔ خداوند عالم اس اُمت کے لئے ہر سو سال بعد ایک ایسا شخص پیدا کرتا رہے گا۔ جو دین کو تازہ کرتا رہے گا۔ لیکن آپ کو ہزار سال کا مجدد تسلیم کیا گیا ہے۔ ایک مکتوب میں حضرت تحریر فرماتے ھیں۔

"ایک بہت بڑا کارخانہ میرے سپرد فرمایا گیا ہے۔ پیری مریدی کے واسطے مجھ کو پیدا نہیں کیا گیا۔ تکمیل و ارشاد مری پیدائش کا مقصود نہیں۔ ایک دوسرا ہی معاملہ ہے اور ایک دوسرا کارخانہ ہے جو میرے سپرد ہوا ہے۔ اس ضمن میں جو کوئی مناسبت رکھے گا۔ فیض یاب ہوگا ورنہ نہیں۔ اس کارخانۂ عظیم کے مقابلہ پر تکمیل و ارشاد ایسا ہے۔ جیسے راستے کی کوئی گری پڑی چیز۔"

مغل بادشاہ اکبر کو غرض پرست اور دین فروش علماء اور ہندو جوگیوں وغیرہ کی صحبتوں سے یہ یقین ہو گیا کہ دینِ اسلام کو ایک ہزار سال ہو چکے ہیں وہ اب پرانا اور از کار رفتہ ہو گیا ہے۔ اور بادشاہ ہونے کی حیثیت سے اس کا فرض ہے کہ تمام رعایا کے لئے ایک ایسا دین رائج کرے جس میں ہر مذہب و ملت کے لوگوں کی پسند اور فائدے کو مدنظر رکھا جائے۔ تاکہ ہندوستان کے مختلف مذاہب کے لوگ اس پر دلجمعی سے کاربند ہو سکیں۔ چنانچہ اس نے اپنے انہی مذہبی مشیروں یعنی دنیا پرست عالموں اور اسلام دشمن جوگیوں کی تعلیمات اور عقائد کی تاویلات کا ایک نیا دین رائج کیا۔ جسے دینِ الٰہی کہا جاتا تھا۔ اس دین میں داخل ہونیوالے بارہ بارہ اور چالیس چالیس کے گروہوں میں آکر اس کے مرید ہوتے تھے۔ آپس میں ملاقات کے وقت بجائے السلام علیکم اور وعلیکم السلام کہنے کے ایک کہتا اللہ اکبر اور دوسرا جواب دیتا جل جلالہ۔ گائے کے ذبیحہ کو حرام قرار دیا گیا۔ کتے اور خنزیر کو مقدس جانور مانا گیا۔ داڑھی منڈوانا ضروری قرار دیا گیا۔ ختنہ کو ظالمانہ فعل قرار دیکر موقوف کر دیا گیا۔ اور یہ کہا گیا کہ بالغ ہونے پر جس کا جی چاہے ختنہ کرا لے۔ والدین اپنے بچوں کا ختنہ نہیں کرا سکتے۔ شراب نوشی کو مذہبی یکسوئی کے حصول کا ذریعہ بنا کر نہ صرف جائز قرار دیا گیا بلکہ سرکاری سرپرستی میں شراب خانے کھلوائے گئے جن کو عورتیں چلاتی تھیں۔ بادشاہ کا اپنا یہ حال تھا کہ سورج کے ایک ہزار ہندی ناموں کی مالا جپتا تھا آگ، پانی، درخت اور مظاہرِ فطرت حتیٰ کہ گائے اور گائے کے گوبر کو پوجتا تھا۔ جسم پر قشقہ اور زنار سجاتا تھا۔ تناسخ پر کامل یقین رکھتا تھا۔ کلمہ میں تحریف کر دی گئی اور کہا گیا کہ لوگ لا الٰہ الا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ کہیں جُوا اور سود حلال کر دیا گیا۔ حکم دیا گیا کہ جوان عورتیں کو چہ و بازار میں چہرہ کھول کر آئیں۔ شہر سے باہر ایک آبادی شیطان پورہ کے نام سے بنائی گئی جہاں سرکار کی طرف سے مقرر کردہ داروغہ کی نگرانی میں باہمی رضامندی سے عورتوں مردوں کو تعلق قائم کرنے کی اجازت تھی۔ میت کے بارہ میں حکم دیا کہ مُردہ کا سر مشرق کی جانب اور پاؤں مغرب کی طرف کر کے دفن کیا جائے۔ شیر اور بھیڑیئے کا گوشت حلال کیا گیا کہ بہادر بناتا ہے۔ گائے بھینس گھوڑے اونٹ کا ذبح کرنا حرام کر دیا گیا۔ کہ کچھ جانور مقدس ہیں اور کچھ بزدل۔ حکم دیا گیا کہ علومِ عربیہ کو چھوڑ کر سب لوگ نجوم، طب، حساب اور فلسفہ پڑھیں اور ان کے سوا اور کوئی علم نہ پڑھا جائے نہ پڑھایا جائے۔ تحریر میں عربی حروف نکال کر اُن کی جگہ ہم آواز ہندی حروف لکھنے کو ئی رواج دیا گیا۔ علماء و مشائخ اور آئمہ و خطبا کی جاگیریں ضبط کر کے انہیں جلاوطن

کیا گیا۔ قاضیوں کا تقرر بند کر دیا۔ مسجد میں مدرسے گرا کر مندر بنا دیئے گئے۔ چنانچہ حضرت مجدد صاحب ایک مکتوب میں لکھتے ہیں :۔ "تقریباً ایک قرن سے اسلام کی بے چارگی اس درجہ کو پہنچ گئی ہے کہ اہلِ کفر محض اس پر راضی نہیں ہیں کہ کفر کے احکام کا اعلانیہ اسلامی بلاد میں اجراء ہو جائے۔ بلکہ وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ اسلامی احکام بالکلیہ مٹا دیئے جائیں اور اسلام اور مسلمانوں کا کوئی اثر باقی نہ رہے۔ بات یہاں تک پہنچائی گئی ہے کہ اگر کوئی مسلمان اسلام کے کسی شعار کا اظہار کرتا ہے تو اس کو قتل کے انجام تک پہنچا دیا جاتا ہے۔"

ایسے حالات میں حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اسلام کے احیاء کے لئے زبردست کوشش فرمائی حضرت مجدد صاحب کو جن فتنوں سے نبرد آزما ہو کر دینِ حق غلبہ و ترویج کے لئے کوشش کرنا تھی۔ وہ چار تھے ۱۔ علمائے سوء۔ ۲۔ دینِ اکبری۔ ۳۔ روافض۔ ۴۔ ہندو عیسائی۔ اور حضرت مجدد صاحب نے اپنا اصلاحی پروگرام اس طرح بنایا۔ کہ وہ لوگ جو عوام پر اثر و رسوخ رکھتے ہیں ان کی اصلاح کی جائے جس سے یہ فائدہ ہوگا کہ ان کے زیرِ اثر طبقہ کی اصلاح از خود ہو جائیگی۔ چنانچہ انہوں نے اپنے اصلاحی پروگرام کو تین حصوں میں تقسیم کیا :

۱۔ غیر سرکاری سنجیدہ طبقہ کی اصلاح۔ ۲۔ ارکانِ دولت یعنی امراء ، وزراء کی اصلاح۔ ۳۔ بادشاہ کی اصلاح ۔ مجدد صاحب نے سترہ سال کی عمر میں یہ کام شروع کیا اور اکبر کی وفات کے بعد آپ کی عمر ۴۳ سال ہو چکی تھی۔ اس عرصے میں آپ نے درباری امراء کو مکاتیب لکھے۔ اور انھیں اصلاح کی طرف آمادہ کیا۔ مثلاً خان جہاں حسین قلی خان کو لکھا "ایسا عظیم الشان بادشاہ جب کہ تمہاری باتوں کو دل سے سنتا ہے اور ان کو قبول کرتا ہے۔ تو کتنی بڑی دولت ہے کہ صریحاً یا اشارتاً حسبِ موقع کلمۂ حق جو اہلِ سنت والجماعت کے عقائد کے مطابق ہو، گوش گزار کرتے رہو۔ بلکہ ہمیشہ منتظر رہو اور جب بھی موقع ملے۔ اسلام کی کوئی خوبی اور کفر و کافری کی خرابی ذہن نشین کر دو۔" چنانچہ ان مسلسل کوششوں سے یہ ہوا کہ بعض روایات کے مطابق اکبر نے مرنے سے قبل توبہ کی۔ کلمہ پڑھا۔ مفتی صدر جہاں سے یٰسین شریف پڑھنے کے لئے کہا اور سنتا رہا ——— اور یوں اس کا انتقال ہوا۔ مجدد صاحب کی کوششوں سے اور توجہات کی وجہ سے امراء وارکانِ دولت کی اس حد تک اصلاح ہو چکی تھی کہ جب جہانگیر بادشاہ بنا تو اس نے ۱۲ احکام جاری کئے۔ جن میں شراب کی حرمت اور علماء و زہاد کے لئے مددِ معاش کے ذرائع

کا اعلان بھی تھا۔ وہ علماء اور درویشوں کو شکرِ دُعا کہتا تھا۔ اور اُن کا بھی لشکرِ دعا کی طرح خیال رکھتا تھا۔

خدا پر بہت زیادہ توکل رکھنے اور نماز و شریعت کی پابندی کرنے کے باوجود جہانگیر سازشی امراء کے فریب میں آگیا اور اس سازش میں نور جہاں بھی شامل تھی۔ اسے حضرت مجدد صاحب کے خلاف بھڑکایا گیا چنانچہ وہ تزک میں لکھتا ہے کہ:

"شیخ احمد نامی ایک مکار نے سرہند میں مکر و فریب کا جال بچھا کے بہت سے ظاہر پرستانِ بے معنی کو شکار کر کے اپنے مریدوں میں سے ایک ایک کو جو دوکان آرائی، معرفت فروشی اور مردم فریبی میں بمقابلہ دوسروں کے پختہ ہیں۔ ہر ایک شہر اور قصبہ میں بھیج رکھا ہے۔ اور اپنے مریدوں اور معتقدوں کے نام کچھ چکنی چپڑی باتیں لکھ کر ایک کتاب مرتب کی ہے جس کا نام مکتوبات رکھا ہے۔"

بالآخر بادشاہ کو یقین دلایا گیا کہ شیخ احمد حکومت کے لئے سب سے بڑا خطرہ ہے۔ چنانچہ جہانگیر نے قلعہ گوالیار میں مجدد صاحب کو قید کرنے کا حکم دیا۔ جہاں تقریباً ۲ سال قید رہے۔ اس عرصے میں اُن کے حسنِ اخلاق اور دعوت و تبلیغ سے قلعہ کا نقشہ ہی بدل گیا۔ اس عرصہ میں آپ نے جس صبر و استقامت کا ثبوت دیا وہ بے مثال ہے۔ آپ کے مریدین اور خلفاء نے ہر چند باطنی تصرفات کے ذریعے، یا بددُعا کے ذریعے بادشاہ سے انتقام لینے کی اجازت چاہی۔ لیکن آپ نے ہرگز اجازت نہ دی اور فرمایا کہ اس قید میں مجھ پر جو اسرار و مقامات کھلے ہیں۔ اُنکی وجہ سے بادشاہ اور اس کے اُمراء میرے بے حد شکریہ کے مستحق ہیں۔ بہرحال قید سے رہائی کے بعد بادشاہ نے نگرانی کی غرض سے آپ کو کچھ عرصہ اپنے پاس رکھا۔ جس میں آپ کو براہِ راست بادشاہ کو نصیحت و موعظت کرنے کا موقعہ میسر آتا رہا۔ مجدد صاحب نے اپنے صاحبزادگان کو بھی بلا لیا۔ یوں پورا خاندان بادشاہ، امراء اور اہلِ لشکر کی اصلاح میں مصروف ہو گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد واپس سرہند جانے کی اجازت ملی۔

آپ نے ۱۰۳۴ھ میں انتقال کیا لیکن اس عرصے میں آپکی طویل جدوجہد کے سبب اب شاہی خاندان کے بہت سے لوگ اور شہزادے وغیرہ ان کے حلقۂ ارادت میں شامل ہو چکے تھے۔ ۱۰۳۷ھ میں جہانگیر کا انتقال ہوا۔ مجدد صاحب کے انتقال کے وقت اورنگ زیب عالمگیر کی عمر سات سال تھی جہانگیر کے زمانہ حکومت میں فتنۂ اکبری دب گیا۔ شاہجہان کے عہد میں صورت حال یہ ہوگئی کہ جنگیں کشور کشائی کے لئے نہیں بلکہ رضائے الٰہی کے لئے لڑی جانے لگیں۔ اور اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ تو وہ

بادشاہ تھا کہ مرنے کے بعد وصیت کی کہ :

"چار روپیہ دو آنے جو ٹوپیوں کی سلائی سے حاصل ہوئے تھے۔ محل دار کے پاس ہیں ان میں تجہیز و تکفین ہو۔ تین سو پانچ روپیہ قرآن نویسی کی اُجرت کے صَرفِ خاص کے مد میں محفوظ ھیں۔ وفات کے روز مساکین میں تقسیم ہوں"۔

اس طرح مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوستان میں اپنی ترسیٹھ سالہ زندگی ہندوستان کو کفر کی تاریکی سے نکال کر اسلام کی روشنی میں لانے کی کوششوں میں صرف فرمائی۔ یہاں تک کہ عوام، اہلِ حرفت لشکری، امراء اور بادشاہ سب کے سب اسلام کے حامی اور محافظ بن گئے۔

قوموں کے اعمال اور اُنکے نتائج

عَنْ اِبْنِ عباسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالیٰ عَنْهُمَا قَالَ مَا ظَهَرَ الْغُلُوْلُ فِيْ قَوْمٍ اِلَّا اَلْقَى اللهُ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ وَلَا فَشَا الزِّنَا فِيْ قَوْمٍ اِلَّا كَثُرَ فِيْهِمُ الْمَوْتُ وَلَا نَقَصَ قَوْمٌ الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِلَّا قُطِعَ عَنْهُمَا الرِّزْقُ وَلَا حَكَمَ قَوْمٌ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّا فَشَا فِيْهِمَا الدَّمُ وَلَا خَتَرَ قَوْمٌ بِالْعَهْدِ اِلَّا سُلِّطَ عَلَيْهِمَا الْعَدُوُّ (رواہ مالک مشکوٰۃ باب تغیر الناس ۴۵۹)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب کسی قوم کے اندر امانتوں میں خیانت کی عادت پیدا ہوجائے تو اللہ تعالیٰ اس سے جرأت چھین لیتا ہے اور وہ بُزدلی کا شکار ہوجاتی ہے۔ اور جس قوم میں بدکاری (زنا) پھیل جائے تو اس قوم کی نسل ختم ہونے لگ جاتی ہے (نسب تباہ ہوجاتا ہے) اور جب کوئی قوم ماپ تول میں کمی کرنے لگ جائے تو اس سے خوشحالی رُخصت ہوجاتی ہے (مہنگائی کا عذاب نمودار ہوجاتا ہے) اور جو قوم حق کے خلاف فیصلے کرانے لگے تو اس میں قتل و غارت اور خونریزی راہ پاجاتی ہے۔ (حق تلفی کے خلاف احتجاج اور ہڑتالوں کا مظاہرہ ہونے لگتا ہے) اور جب کوئی قوم بدعہد ہوجائے تو اس پر دُشمن مسلط کردیا جاتا ہے؟ (خاموش مبلغ ملتان)